اشاعت نمبر ۲

اسلام کی عظیم اور اولین درس گاہ کے ممتاز طالب علم
اور ذخیرۂ حدیث کے سب سے بڑے راوی

مؤلف

عطاء الرحمن نوری
M.A., B.Ed., MH-SET, Journalist

ناشر: مکتبۂ طیبہ، مالیگاؤں

جدید ذرائع ابلاغ اور ہماری ذمے داری

عطائے حضور مفتی اعظم داعی کبیر
حضرت علامہ محمد شاکر علی نوری صاحب (امیر سنی دعوت اسلامی)

آج پوری دنیا کا موضوع سخن اسلام ہے۔ ہر مذہب کا ماننے والا اسلام کے بارے میں اپنے صحیح یا غلط نظریات اپنی معلومات کے مطابق پیش کرتا نظر آتا ہے۔ خاص طور پر مغربی دنیا میں لوگ اسلام کو انٹرنیٹ کے ذریعے یا پھر الیکٹرانک میڈیا کے ذریعے یا پھر انگریزی کتابوں کے ذریعے پڑھتے اور سنتے ہیں اور اسی اعتبار سے اسلام کے مطابق اپنی سوچ اور فکر بناتے ہیں۔ اسلام سے متعلق معلومات حاصل کرنے کے لیے ان کے پاس چوں کہ وہی ذرائع ہیں اس لیے ان کے علاوہ کچھ اور ماخذ ان کے پاس ہو بھی نہیں سکتا۔ یہاں سوال یہ ہے کہ کیا ان کے یہ وسائل معلومات درست ہیں؟ اس سلسلے میں ہمیں بڑے دکھ کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ آج انگریزی میں اسلامی کتابیں یا الیکٹرانک میڈیا یا ویب سائٹ بنام اسلام دیکھی جائیں تو زیادہ تر اغیار ہی کی نظر آئیں گی اور اگر اپنی ہیں بھی تو وہاں اسلام سے متعلق جیسا مواد ہونا چاہیے ویسا مواد موجود نہیں ہے۔ چنانچہ صحیح یا غلط جو بھی معلومات لوگوں کو ملتی ہیں وہ اسی کو اسلام سمجھ کر اپنا عقیدہ یا نظریہ بناتے ہیں۔ اس تناظر میں آج ضرورت ہے کہ ہر درد مند صحیح العقیدہ زیادہ تر کتابیں اسلام اور پیغمبر اسلام صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے متعلق شائع کرے اور وہ بھی انگریزی زبان میں اور اسے ویب سائٹ پر اَپلوڈ کرے تاکہ دنیا صحیح اسلام سے آشنا بھی ہو اور اس کے عقائد و نظریات پختہ ہوں۔ یقیناً بعض تحریکیں بشمول سنی دعوت اسلامی اس کی طرف توجہ دے رہی ہیں لیکن اگر اجتماعی طور پر جملہ سنیوں کی یہ فکر بن جائے کہ وہ اپنی بساط کے مطابق اس کام کو انجام دیں تو یقیناً ایک اچھا خاصا مواد جمع ہو جائے گا جو غیروں کی پیاس بجھانے میں کام آئے گا۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

الصلوۃ والسلام علیک یا رسول اللہ ﷺ

اسلام کی عظیم اور اولین درس گاہ کے ممتاز
طالب علم اور ذخیرۂ حدیث کے سب سے بڑے راوی

مؤلف:

عطاء الرحمن نوری

M.A.,B.Ed.,MH-SET
Journalist

رابطہ:

atanoori92@gmail.com
9270969026

نام کتاب	:	سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ
مؤلف	:	عطاء الرحمن نوری
کمپوزنگ	:	عطاء الرحمن نوری
ٹائٹل	:	عابد حسین عابد کمپیوٹر
طباعت	:	اقصیٰ آفسیٹ پریس، مالیگاؤں
صفحات	:	۲۴
قیمت	:	10/-
سن اشاعت	:	۱۴۳۷ھ/۲۰۱۶ء
تعداد اشاعت	:	ایک ہزار (۱۰۰۰)
اشاعت نمبر	:	دو
ناشر	:	مکتبۂ طیبہ، مالیگاؤں

انتساب

راقم سب سے پہلے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتا ہے جس نے مجھ سے ایسا کام لیا جو میری بساط سے باہر تھا۔اس کے بعد شاہکار دست قدرت پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر بے انتہا درود وسلام جن کا امتی ہونے کا مجھے شرف حاصل ہے۔

راقم اپنی دوسری کاوش کو بھی اپنے **والدین کریمین** سے منسوب کرتا ہے جن کی آغوش محبت میں پروان چڑھ کر راقم نے تعلیم وتربیت حاصل کی اور اپنے پیرومرشد عطائے مفتی اعظم ہند حضرت **علامہ محمد شاکر علی نوری صاحب** (امیر سنّی دعوت اسلامی) کے نام جن کے روحانی فیضان نے آنے والی ہر مشکل کو دور کیا۔

کتاب کی اشاعت میں دل چسپی کا مظاہرہ کرنے والے انجمن فروغ اسلامی ادب کے ارکان کا راقم صمیم قلب سے ممنون ہے۔اللہ عزوجل ہمارے جملہ مقاصد حسنہ کی تکمیل کرتے ہوئے شرف قبولیت سے نوازے۔(آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم)

فقط:

عطاء الرحمن نوری (مبلغ سنّی دعوت اسلامی)

۹ر جمادی الاخریٰ ۱۴۳۷ رھ بمطابق ۱۹ر مارچ ۲۰۱۶ء

پیش لفظ

نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

امّا بعد!

فاعوذ باللہ مِنَ الشَّیْطان الرَّجیم

بسم اللہ الرّحمٰن الرَّحِیم

الصلوٰۃ والسّلام علیك یارسُول اللہ ﷺ

الصلوٰۃ والسّلام علیك یاحبیب اللہ ﷺ

قرآن مقدس کو سمجھنے کے لیے احادیث مبارکہ یعنی سنّت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بے پناہ ضروری ہے۔قرآن وسنّت کے بغیر عبادت ادا نہیں کی جاسکتی ۔قرآن کو احادیث رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بغیر سمجھنا ناممکن ہے جبکہ آج کل یہ فتنہ پرورش پارہا ہے کہ حدیث کے بغیر بھی قرآن کو عربی جاننے کی بنیاد پر سمجھا جاسکتا ہے، یہ انتہائی غلط نظریہ اور ناعاقبت اندیشی ہے۔صحابۂ کرام نے عربی ماں کی گود میں پرورش پائی اور عربی باپ کی آغوش میں تربیت حاصل کی ،جنہیں اپنی زبان دانی پر اتنا ناز تھا کہ وہ اپنے آپ کو زبان داں اور ساری دنیا کو گونگا کہنے میں فخر محسوس کرتے تھے۔میرے آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جب تک ان لوگوں کو قرآن مقدس کی تفسیر خود نہ سمجھائی ،قرآن ان کی سمجھ میں نہیں آیا۔ پتہ چلا قرآن سمجھنے کے لیے بھی احادیث رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہونا بے پناہ ضروری ہے۔احادیث رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی روشنی میں قرآن سمجھا جائے تب ہی انسان ہدایت کی راہ کا مسافر بن سکتا ہے اور منزل مقصود تک پہنچ سکتا ہے۔قرآن کو اگر احادیث کے بغیر سمجھا جائے تو انسان گمراہی کے دلدل میں پھنس سکتا ہے۔جیسا کہ قرآن مقدس میں عبادتوں کا حکم ہے

لیکن ادائیگی کا طریقہ احادیثِ پاک میں موجود ہے۔ گویا کہ قرآن کے ساتھ احادیث کا ہونا بے پناہ ضروری ہے یہ احسان ہے حضراتِ صحابۂ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کا کہ انہوں نے آقائے کریم ﷺ سے جو کچھ سنا بلا کسی حذف و اضافہ کے ہم تک پہنچایا۔ اگر انہیں ایک بھی حدیث کے راوی یا متن پر ذرّہ برابر بھی شبہ ہوتا تو مہینوں کی مسافت طے کر کے دیگر صحابۂ کرام سے ملتے اور اس حدیث کی تصحیح کرواتے۔ صحابۂ کرام نے مکمل صحت کے ساتھ احادیث کو ہم تک پہنچایا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ احادیث کا اتنا بڑا ذخیرہ ہمارے پاس بغیر کسی شک وشبہ کے موجود ہے۔ اکثر صحابۂ کرام کا حال یہ تھا کہ آقائے کریم ﷺ کے فرامین سننے کے لیے ایک دن خود کو محفلِ رسول ﷺ میں حاضر رہتے اور دوسرے دن کسی اور ساتھی کو متعین کرتے اور دوسرے دن جسے منتخب کرتے اس کی کفالت کا ذمہ اپنے سر لے لیتے۔ صحابۂ کرام نے نہایت ذوق وشوق، جانفشانی اور دل کی اتھاہ گہرائیوں سے اشاعتِ حدیث کا فریضہ انجام دیا۔ بہت سارے صحابۂ کرام کی یہ عادت تھی کہ وہ روایتیں بہت کم بیان فرماتے مگر سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہ خاص وصف ہے کہ آپ نے بہت زیادہ روایتیں بیان فرمائی جس کے نتیجے میں سب سے زیادہ روایتیں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ملتی ہیں۔

یقیناً حضرات صحابۂ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین اس بات کے زیادہ حق دار ہیں کہ ان کے زندگی کے گوشوں کو نئی نسل کے سامنے پیش کیا جائے تاکہ ہماری نئی نسل ان کی خدمات سے روشناس ہو سکے اور جو خطوط صحابۂ کرام نے عطا فرمائے ہیں ان پر چل کر ہم اپنی دنیا وآخرت کو کامیاب بنا سکیں۔ اگر یہ بات کہی جائے تو بے جا نہ ہوگا کہ صحابۂ کرام کی حیات وخدمات پر کام کے حوالے سے بہت زیادہ تساہلی اور لاپرواہی برتی گئی ہے۔ ایک طویل عرصے سے ضرورت محسوس کی جارہی تھی کہ صحابۂ کرام کی حیات وخدمات پر

کام کیا جائے۔ اس سلسلے میں ہمارے برادرِ محترم، مشہور صحافی، اُبھرتے ہوئے قلم کار جن کے مضامین عوام وخواص میں یکساں مقبولیت رکھتے ہیں، میری مراد جناب عطاء الرحمٰن نوری (مبلغ سنی دعوت اسلامی) سے ہے جنہوں نے سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمات اور کارناموں کے حوالے سے ایک مختصر سی کتاب ترتیب دی ہے۔ تبلیغی دورں کی مصروفیات کے سبب پوری کتاب کو نہ دیکھ سکا البتہ کہیں کہیں سے دیکھا مگر جتنا دیکھا خوب سے خوب تر پایا۔ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا گو ہوں کہ اللہ تعالیٰ برادرِ محترم جناب عطاء الرحمٰن نوری کو جزائے خیر عطا فرمائے اور بہتر صلہ دے اور اللہ تعالیٰ اس مختصر کتاب کو عوام وخواص میں مقبولیت عطا فرمائے۔ آمین

کام وہ لے لیجئے تم کو جو راضی کرے
ٹھیک ہو نام رضا تم پہ کروڑوں درود

فقط

(آل رسول حضرت مولانا الحاج)

سید محمد امین القادری الرضوی الرفاعی صاحب

(نگراں سنی دعوت اسلامی)

۱۷؍جمادی الاخریٰ ۱۴۳۷ھ بمطابق ۲۷؍مارچ ۲۰۱۶ء

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

کمال وخوبی والے نبی احمد مجتبیٰ محمد مصطفی ﷺ نے بے شمار لوگوں کو کمال وخوبی والا بنایا اور حقیقت میں کمال وخوبی والا وہ شخص ہے جو دوسروں کو بھی کمال وخوبی والا بنادے۔ رسول اکرم ﷺ کا یہ فیض ہمیشہ جاری رہے گا، آقا علیہ السلام صبح قیامت تک اپنے جاں نثاروں کو کمال وخوبی والا بناتے رہیں گے۔ پیارے مصطفی ﷺ نے جن لوگوں کو کمال و خوبی والا بنایا ان میں سے ایک مشہور ومعروف ذات مبارکہ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی ہے جو کہ رسول اللہ ﷺ کی قائم کردہ اسلام کی سب سے پہلی یونی ورسٹی ''صفہ'' کے ممتاز طالب علم اور فن حدیث کے ماہر ہیں۔ جنہوں نے براہ راست مشکوٰۃ نبوت ﷺ سے فیض حاصل کیا ہے۔

اسم گرامی

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے نام کے بارے میں بہت اختلافات ہیں۔ علامہ عبدالبرؒ نے فرمایا کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے نام سے متعلق بیس اقوال ہیں اور علامہ نوویؒ نے فرمایا کہ تیس سے زیادہ اقوال ہیں۔ علامہ سیوطی علیہ الرحمہ نے ان میں سے بیس اقوال ''تدریب الراوی'' میں نقل کیے ہیں۔ زمانۂ جاہلیت میں آپ کا نام عبدالشمس یا عبدعمرو تھا۔ اسلام میں آپ کا نام عبداللہ یا عبدالرحمن ہوا۔ قوی یہ ہے کہ آپ دوسی ہیں، حاکم اور ابواحمد کہتے ہیں کہ آپ کا نام عبدالرحمن بن صخر ہے۔

(نزہۃ القاری، کتاب الایمان، ص249)

کنیت

آپ کی کنیت ''ابو ھریرۃ'' ہے اور یہ کنیت اس قدر مشہور ہوئی کہ آپ کا اصل نام بھی نظروں سے اوجھل ہوگیا۔ اس کنیت کی وجہ یہ ہے کہ آپ کو بلی بڑی پیاری تھی، حتیٰ کہ ایک

بار آستین میں بلّی لیے ہوئے تھے۔ حضور ﷺ نے فرمایا: ''تم ابو ہریرہ یعنی بلیوں والے ہو''۔ تب سے آپ اس کنیت سے مشہور ہوگئے۔ (نزہۃ القاری، کتاب الایمان، ص 249، مراۃ المناجیح، ج1، ص46)

نسب

آپ کے نام کی طرح آپ کے والد اور والدہ کے نام میں بھی اختلاف پایا جاتا ہے۔ ''البدایہ والنہایہ'' اور ''طبقات ابن سعد'' میں والد کی طرف سے نسب نامہ اس طرح ذکر کیا گیا ہے۔

عبدالرحمن (ابو ہریرہ) بن عامر بن عبد ذی الشری بن ظریف بن غیاث بن لھینہ بن سعد بن ثعلبہ بن سلیم بن فھم بن غنم بن دوس۔ آپ کی والدہ کا نام ''امیمہ یا میمونہ'' بنت صبیح بن حارث ہے۔ (نزہۃ القاری، کتاب الایمان، ص249)

ولادت وقبیلہ

آپ کا نسبی تعلق قبیلۂ دوس سے ہے)ترمذی شریف مترجم اردو، ابواب المناقب، جلد دوم، ص/752) دوس قبیلہ عرب قبیلے ''ازد'' کی ایک شاخ ہے جبکہ اس نے اپنے مورث اعلیٰ ''دوس'' کے نام کی نسبت سے شہرت پائی ہے۔ بنو دوس ''یمن'' کے ایک گوشے میں آباد تھے۔ آپ کی ولادت ہجرت نبوی ﷺ سے تقریباً چوبیس برس قبل ہوئی۔

قبول اسلام

7/ہجری میں خیبر کی فتح کے سال ایمان لائے اور غزوۂ خیبر میں شریک ہوئے۔ پھر حضور ﷺ کے ساتھ سایہ کی طرح رہے۔ علم کا بہت شوق تھا۔ ہر دم حضور ﷺ کے ساتھ رہتے تھے۔ اللہ پاک نے آپ کو غضب کا حافظہ دیا تھا۔ (جامع الاحادیث، حالات راویان حدیث، 426) قبول اسلام کے بعد سے حضور ﷺ کے پردہ فرمانے تک یعنی محرم 7/ہجری تا ربیع الاول 11/ہجری تک آپ کی چار سالہ زندگی کا حاصل آقا علیہ السلام کی خدمت کرنا، رُخ والضحیٰ کی زیارت کا شرف حاصل

کرنا اور علوم و معارف کے سرچشمۂ فیض بارگاہِ نبوت ﷺ سے سیرابی اور حصول فیض کرنا تھا۔ سفر ہو یا حضر، خلوت ہو یا جلوت، رات ہو یا دن، امن ہو یا جنگ کا موقع، صحت ہو یا بیماری، خوشی کے لمحات ہوں یا رنج والم کی گھڑیاں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ رسول گرامی وقار ﷺ کی خدمت میں حاضر رہنے کے لیے بے تاب و بے قرار رہتے تھے۔ اس نیک مقصد کے حصول کے خاطر آپ نے ازدواجی زندگی کو خیر آباد کہا، ذریعۂ معاش ترک کیا اور اصحاب صفہ کی نفوس قدسیہ کی جماعت میں شامل ہو کر فقر و فاقہ کے عالم میں زندگی گزاری۔ تقریباً تین سال سے زائد عرصہ آپ نے اسلام کی اس عظیم اور اولین درس گاہ کے ممتاز طالب علم کی حیثیت سے گزارا۔ اس دوران مصیبتوں اور پریشانیوں کے پہاڑ ٹوٹے، فقر و فاقہ کے طوفان اٹھے، رنج والم کی گھٹائیں چھائیں، صبر آزما لمحات کی یورش ہوئی مگر آپ نے ان تمام باتوں کو برداشت کیا اور دامن مصطفیٰ ﷺ سے وابستہ رہے۔

والدہ کے لیے دعائے ایمان

امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ روئے زمین کے سارے مومن مرد اور مومن عورتوں کو مجھ سے محبت ہے۔ میں نے کہا: ''تمہیں یہ بات کیسے معلوم ہوئی؟'' فرمانے لگے: ''میں اپنی والدہ کے سامنے اسلام کی دعوت پیش کرتا تھا مگر وہ نہ مانتی تھیں، میں نے بارگاہ رسالت میں حاضر ہو کر عرض کی، یارسول اللہ ﷺ! اللہ تعالیٰ سے دعا فرمائیں کہ وہ میری والدہ کو دین اسلام کی طرف ہدایت عطا فرمائے۔ نبی اکرم ﷺ نے دعا فرمائی اور میں واپس آ گیا۔ جب میں گھر میں داخل ہوا تو میری والدہ کی زبان پر یہ کلمات جاری تھے، ترجمہ: میں گواہی دیتی ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اور حضرت محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں۔ میں فوراً رسول اللہ ﷺ کے پاس واپس گیا اور فرط مسرت سے رو رہا تھا جبکہ پہلے میں فرط غم سے رویا کرتا تھا۔ میں نے عرض کی: یارسول اللہ ﷺ! اللہ تعالیٰ نے آپ کی دعا قبول فرمالی ہے اور اس نے

میری والدہ کو ہدایت عطا فرمادی ہے۔ اب آپ یہ دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ مجھے اور میری والدہ کو مومن بندوں کے نزدیک محبوب بنادے۔'' حضور ﷺ نے دعا فرمائی: ''یا اللہ! مومن بندوں کے دلوں میں اپنے اس بندے اور اس کی والدہ کی محبت ڈال دے اور ان کی محبت ان کے دلوں میں پیدا فرما''۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: ''حضور ﷺ کی اسی دعا کی وجہ سے میں کہتا ہوں کہ روئے زمین کے سارے مومن مرد اور مومن عورتوں کو مجھ سے محبت ہے اور مجھے ان سے محبت ہے''۔

(الخصائص الکبریٰ، جلد دوم، ص ر 484)

حصول علم کے لیے قربانی

غزوۂ خیبر کے موقع پر آپ سب سے پہلے حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور پھر آخر حیات مقدسہ تک حاضر بارگاہ رہے۔ آپ نے اس زمانہ میں بڑی تکلیف دہ زندگی گزاری، خود فرماتے ہیں: ''خداوند قدوس کی قسم! میں بھوک سے جگر تھام کے زمین پر بیٹھ جاتا اور پیٹ پر پتھر باندھ لیتا تھا، منبر رسول اور حجرۂ مقدسہ کے درمیان کبھی چکرا کر گر پڑتا، لوگ سمجھتے میں پاگل ہوں حالانکہ یہ صرف بھوک کا اثر تھا۔''

(تدوین حدیث مع اصول حدیث، 35)

ان جاں فشانیوں کے عالم میں بھی آپ نے حضور ﷺ کے شب و روز، عادات و اطوار، اخلاق و اوصاف اور اقوال و فرمودات کو اپنے قلب و ذہن میں محفوظ کر لینے کا مشن جاری رکھا۔

قوی حافظے کا سبب

پہلے آپ کا حافظہ اتنا قوی نہیں تھا، ایک بار خدمت اقدس ﷺ میں حاضر ہوئے، ضعفِ حافظہ کی شکایت کی، مختار نبی ﷺ نے فرمایا: ''اپنی چادر پھیلاؤ، انہوں نے چادر پھیلادی، حضور اکرم ﷺ نے دو چلّو اس میں ڈالا پھر حکم دیا کہ چادر سینے سے لگالو، انہوں نے ایسا ہی کیا۔'' فرماتے ہیں: ''پھر میرا حافظہ اتنا قوی ہو گیا کہ اس کے

بعد سے پھر کچھ نہیں بھولا۔'' (بخاری، کتاب العلم، بحوالہ نزھۃ القاری، کتاب الایمان، ص/249، ترمذی شریف مترجم اردو، ابواب المناقب، جلد دوم، ص/752)

اس کے بعد آپ کے علم کا عالم یہ ہوا کہ خود ہی ارشاد فرماتے ہیں: ''رسول اللہ ﷺ سے میں نے دو تھیلے (علم کے) سیکھے، ایک کو میں نے عام کر دیا دوسرے اگر ظاہر کردوں تو لوگ میرا نرخرہ کاٹ ڈالیں۔'' (صحیح بخاری شریف عربی مترجم، کتاب العلم، ص 154)

امام بخاری فرماتے ہیں: ''نرخرہ جہاں سے کھانا اترتا ہے۔'' اس کی منظر کشی محب گرامی ڈاکٹر محمد حسین مشاہد رضوی نے یوں کی ؎

نبی کے دست مبارک کی برکتیں دیکھو!
عطا کی حفظ کی دولت ابوہریرہ کو

دوسی تم سب پر سبقت لے گیا

حاکم رحمۃ اللہ علیہ حضرت محمد بن قیس بن مخرمہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ ایک آدمی حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور ان سے کوئی بات پوچھی۔ انہوں نے فرمایا: تم ابوہریرہ کے پاس چلے جاؤ اور ان سے یہ مسئلہ دریافت کرلو کیونکہ ایک دفعہ میں، ابوہریرہ اور ایک تیسرا شخص مسجد میں بیٹھے ہوئے تھے اور دعائیں مانگ رہے تھے۔ اتنے میں رسول خدا ﷺ تشریف لے آئے۔ میں اور میرا ساتھی دعا کرتے، تو رسول اللہ ﷺ ہماری دعا پر آمین فرماتے، پھر حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے دعا کی۔ ان کی دعا کے کلمات یہ تھے، ترجمہ: ''یا اللہ! میں تجھ سے انہی چیزوں کا سوال کرتا ہوں جن کا سوال میرے ساتھیوں نے کیا ہے۔ مزید برآں میں تجھ سے ایسے علم کا سوال کرتا ہوں جو کبھی فراموش نہ ہو۔'' حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: آمین۔ ہم نے عرض کی: یارسول اللہ ﷺ! ہم بھی ایسا علم مانگتے ہیں جو کبھی فراموش نہ ہو۔ رسول گرامی وقار ﷺ نے فرمایا: ''اس معاملے میں دوسی تم سے سبقت لے گیا ہے''۔ (الخصائص الکبریٰ، جلد دوم، ص/484) یعنی کہ علم نہ بھولنے جیسی اہم خصوصیت خالص حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے حصے میں آئی۔

دودھ سے سیرابی

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ مجھے سخت بھوک لگی تو میں حضرت عمر بن خطاب کے پاس گیا اور قرآن مجید کی چند آیتیں سنانے کی خواہش کا اظہار کیا۔ پس وہ اپنے گھر میں داخل ہوگئے اور میرے لیے دروازہ کھلا رہنے دیا، میں تھوڑی دور ہی چلا تھا کہ محنت اور بھوک کے باعث منہ کے بل گر پڑا۔ دیکھا تو رسول اللہ ﷺ میرے سر کے پاس کھڑے تھے، پس آپ نے فرمایا: ''ابوہریرہ! میں عرض گزار ہوا کہ یارسول اللہ ﷺ! میں حاضر ہوں، آپ نے میرا ہاتھ پکڑ کر مجھے کھڑا کیا اور میری بھوک کو پہنچانتے ہوئے مجھے اپنے دولت خانے پر لے گئے۔ پھر مجھے دودھ کے ایک پیالے سے پینے کا حکم صادر فرمایا، پس میں نے اس میں سے پی لیا، آپ ﷺ نے حکم فرمایا کہ ابوہریرہ دوبارہ پیو، میں نے دوبارہ پھر پیا لیا، پھر آپ ﷺ نے فرمایا کہ سہ بارہ پیو، پس میں نے پیا، یہاں تک کہ میرا پیٹ ہانڈی کی طرح ہوگیا، آپ فرماتے ہیں کہ پھر میں حضرت عمر سے ملا اور ان سے اپنی اس حالت کا ذکر کیا اور میں نے ان سے کہا کہ اے عمر! اللہ تعالیٰ نے یہ بات آپ کی جانب سے ان کی طرف پھیر دی جو اس کے آپ سے زیادہ حق دار تھے۔ خدا کی قسم! میں نے آپ سے آیتیں پڑھ کر سنانے کے لیے کہا تھا حالانکہ میں قرآن کریم کا آپ سے زیادہ جاننے والا نہیں ہوں۔ سیدنا عمر نے کہا: خدا کی قسم! اگر میں مہمان بنا کر گھر میں لے جاتا تو یہ بات مجھے سرخ اونٹوں کی دولت سے بھی زیادہ مرغوب ہوتی۔'' (صحیح بخاری شریف مترجم جلد سوم، کتاب الاطعمہ، ص/173)

دوسری روایت کے مطابق ستر صحابۂ کرام نے شکم سیر ہوکر دودھ نوش فرمایا تھا۔ اس منظر کی عکاسی سرکار اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ یوں کرتے ہیں ؎

کیوں جناب بوہریرہ تھا وہ کیسا جام شیر
جس سے ستر صاحبوں کا دودھ سے منہ پھر گیا

کرمِ رسول ﷺ کا انوکھا انداز

آپ شب و روز بارگاہ رسالت مآب ﷺ میں حاضر رہتے اس لیے بسا اوقات فاقے گزرتے اور بہت کم ایسا ہوتا کہ آپ شکم سیر ہو کر کھانا تناول فرماتے۔ لیکن ایک دفعہ آپ کو اپنی فاقہ کشی دور کرنے کی عجیب ترکیب سوجھی، دو جہاں کے مالک و مختار قاسم نعمت ﷺ کی بارگاہ میں کچھ کھجوریں لیے حاضر آئے اور عرض کیا: ''یا رسول اللہ ﷺ! اس میں برکت کی دعا کیجیے۔'' مختار کائنات ﷺ نے ان کھجوروں کو جمع کیا اور برکت کی دعا کر کے فرمایا: ''ان کو اپنے توشہ دان میں رکھ لو اور جب ضرورت ہو ہاتھ ڈال کر نکال لیا کرو لیکن اس کو کبھی اُلٹنا مت اور نہ ہی کبھی جھاڑنا۔'' حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے ان کھجوروں کو اپنی تھیلی میں رکھ لیا اور جب خواہش ہوتی اس تھیلی میں سے کھجوریں نکال کر خود بھی کھاتے اور دوسروں کو بھی کھلاتے۔ اس طرح آپ نے اس تھیلی میں سے مَنوں کھجوریں نکال کر فاقہ کش مسکینوں میں تقسیم فرمائی۔ آپ اس تھیلی کو متاعِ گراں مایہ کی طرح ہمیشہ اپنے ساتھ رکھتے تھے۔ آخر پیشوائے امت ﷺ کے وصال کے تقریباً چھبیس سال بعد یعنی اس روز جبکہ 35ر ہجری میں امیر المومنین سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے جامِ شہادت نوش فرمایا، سوئے اتفاق سے وہ تھیلی اُلٹ گئی، کھجوریں گر کر وہ تھیلی کھالی ہوگئی اس روز سے کھجوریں بر آمد ہونا بند ہوگئیں۔ (ترمذی شریف مترجم اردو، ابواب المناقب، جلد دوم، ص ر 754) محب گرامی ڈاکٹر محمد حسین مشاہد رضوی نے اس کی منظر کشی یوں کی ؎

ابو ہریرہ کی اکیس وہ کھجوریں تو
چلی تھی حضرت عثماں کے دَور تک لوگوں

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ: ''اس تھیلی سے میں نے پچاس وسق کھجوریں خدا کی راہ میں دیں۔'' (بیہقی، خصائص کبریٰ) فقیہ ملت مفتی جلال الدین احمد امجدی علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں: ''ایک وسق ساٹھ صاع کا ہوتا ہے اور ایک صاع

تقریباً چار کلوگرام کا۔ تو پچاس وسق کھجوریں لگ بھگ بارہ ہزار کلوگرام ہوئیں۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے ان احادیث کریمہ کو بیان فرما کر اپنا یہ عقیدہ ثابت کر دیا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب ﷺ کو تصرف کی وہ قوت بخشی تھی کہ جب آپ نے چاہا تو ایک پیالہ دودھ سے ستّر بھوکوں کا پیٹ بھر دیا اور چند کھجوریں تھیلے میں ڈال دیں تو ایک سو بیس کُنٹل سے زیادہ کھجوریں اس میں سے بر آمد ہوئیں۔''

(بزرگوں کے عقیدے، ص43)

رسول اللہ ﷺ کا احترام

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ: ''نبی کریم ﷺ انھیں مدینۂ منورہ کے کسی راستے میں ملے جب کہ میں (ابو ہریرہ) جنبی تھا۔ میں آپ سے ایک طرف ہوگیا، جا کر غسل کیا اور حاضر بارگاہ ہوگیا۔'' فرمایا کہ: ''اے ابو ہریرہ! تم کہاں تھے؟ عرض گزار ہوا کہ میں جنبی تھا لہٰذا بغیر طہارت کے آپ کی بارگاہ میں بیٹھنا میں نے ناپسند کیا۔ فرمایا کہ ''سبحان اللہ'' مومن کبھی ناپاک نہیں ہوتا۔''

(صحیح بخاری جلد اول، کتاب الغسل، ص ر 209)

کلام میں عشقِ رسول ﷺ کی جھلک

آپ کو سرورِ کائنات ﷺ سے بے حد عقیدت و محبت تھی، اکثر احادیث بیان کرتے وقت آپ حضور ﷺ کا تذکرہ ایسے والہانہ انداز میں کرتے جس سے ظاہر ہوتا کہ حضور ﷺ سے آپ کی عقیدت عشق کے کس بلند درجے تک پہنچی ہوئی ہے اور آپ کا جوش عقیدت الفاظ کے سانچے میں ڈھل گیا ہے۔ کبھی روایت کا آغاز ان الفاظ میں کرتے: ''قال خلیلی ابو القاسم ﷺ'' (میرے بہترین، پیارے دوست ابو القاسم ﷺ) نے فرمایا، کبھی ان الفاظ سے: ''میرے حبیب محمد ﷺ نے فرمایا'' (قال حبیبی محمد ﷺ)، کبھی پیرایۂ آغاز کے الفاظ یہ ہوتے الصادق المصدوق ﷺ نے فرمایا، کبھی صرف اتنا کہہ پاتے قال ﷺ اور آپ پر گریہ طاری ہو جاتا اور روتے روتے

ہچکیاں بندھ جاتیں۔کبھی کبھی حضور ﷺ کا اسم گرامی لیتے ہی غش کھا کر گر پڑتے اور بڑی مشکل سے حدیث بیان کرتے۔

حق گوئی و بے باکی

سلیمان بن یسار بیان کرتے ہیں، حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے مروان سے کہا: ''تم نے ''ربا'' کی خرید وفروخت کو جائز قرار دیا ہے۔'' مروان نے کہا: ''میں نے ایسا نہیں کیا۔'' تو حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''تم نے (سامان کی) دستاویز کی خرید وفروخت کو جائز قرار دیا ہے۔جب کہ نبی اکرم ﷺ نے اناج کو ناپ لینے سے پہلے فروخت کرنے سے منع کیا ہے۔'' سلیمان کہتے ہیں: مروان نے لوگوں کو خطبہ دیا اور انہیں اس طرح کی خرید وفروخت سے منع کیا۔سلیمان کہتے ہیں: ''میں نے سرکاری اہل کاروں کو دیکھا کہ وہ لوگوں کے ہاتھوں سے ان دستاویزات کو چھین رہے ہیں۔''

(مسلم شریف، جلد دوم، کتاب البیوع، حدیث نمبر 3738)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا یہ جرأت مندانہ اعلان حق سن کر مروان نے غیر شرعی کام پر حکم ممانعت عائد فرمایا۔

امر بالمعروف ونہی عن المنکر

آپ کا انداز دعوت وتبلیغ اس طرح بھی تھا کہ کسی کو کوئی خلاف سنت کام کرتا دیکھتے تو فوراً ٹوک دیتے اور بتاتے کہ اس معاملہ میں رسول اللہ ﷺ کا حکم یا طریقہ یہ ہے۔ایک دفعہ کچھ لوگ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ مسجد میں بیٹھے ہوئے تھے کہ موذن نے اذان کہی، اتنے میں ان میں سے ایک آدمی مجلس سے اٹھا اور مسجد سے باہر چلا گیا۔آپ نے اسے دیکھا اور فرمایا: ''اس شخص نے رسول اللہ ﷺ کی نافرمانی کی ہے کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے اذان کے بعد نماز پڑھے بغیر مسجد سے باہر جانے کی ممانعت فرمائی ہے۔'' (ترمذی، ابواب الصلوٰۃ، جلد اول، ص 166)

خود آرائی سے اجتناب

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ میں خود آرائی اور علمی پندار کا شائبہ تک نہ تھا اور وہ اپنے کسی فتوے کو کبھی اپنی اَنا کا مسئلہ نہیں بناتے تھے۔اگر ان کے کسی فتوے پر کسی طرف سے استدراک کیا جاتا اور جس بنیاد پر انہوں نے فتویٰ دیا ہوتا اس کے خلاف کوئی قوی دلیل یا شہادت پیش کردی جاتی تو وہ اسے خوش دلی سے قبول کر لیتے اور اپنے فتوے سے رجوع کر لیتے تھے۔اس ضمن میں ایک روایت پیش ہے۔

حضرت ابوبکر بن عبدالرحمن بیان کرتے ہیں: ''میں نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کو یہ بیان کرتے ہوئے سنا کہ جو شخص صبح صادق کے وقت جنبی ہو وہ روزہ نہیں رکھ سکتا، میں نے اس بات کا تذکرہ اپنے والد عبدالرحمن بن حارث سے کیا، تو انہوں نے اس بات کو تسلیم نہیں کیا پھر میں اور (میرے والد) عبدالرحمن، محبوبۂ محبوب رب العالمین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اور سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوئے اور (میرے والد) عبدالرحمن نے ان سے اس بارے میں دریافت کیا، تو ان دونوں نے یہی جواب دیا کہ نبی اکرم ﷺ (بعض اوقات) صبح صادق کے وقت جنبی ہوا کرتے تھے (لیکن یہ جنابت) احتلام کی وجہ سے نہیں ہوتی، لیکن آپ پھر بھی روزہ رکھ لیا کرتے تھے۔ابوبکر بن عبدالرحمن کہتے ہیں ہم وہاں سے اٹھے اور (مدینۂ منورہ کے گورنر) مروان کے پاس آئے۔حضرت عبدالرحمن نے اس بات کا تذکرہ مروان سے کیا تو وہ بولا میں آپ کو تاکید کرتا ہوں کہ آپ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے پاس جائیں اور انہیں امہات المومنین کے جواب کے بارے میں بتائیں، ہم حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے (راوی کہتے ہیں) ان تمام مواقع پر (راوی) ابوبکر بن عبدالرحمن موجود تھے۔عبدالرحمن بن حارث نے اس بارے میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کو بتایا تو انہوں نے دریافت کیا، کیا دونوں امہات المومنین نے تمہیں یہی بتایا ہے؟ عبدالرحمن نے کہا جی ہاں! تو حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بولے

وہ دونوں زیادہ بہتر جانتی ہیں۔ پھر حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے اپنے بیان کو حضرت فضل بن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت کی طرف منسوب کرتے ہوئے فرمایا میں نے حضرت فضل بن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ بات سنی ہے، نبی اکرم ﷺ سے نہیں سنی۔ پھر حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے اپنے موقف سے رجوع کیا۔'' (مسلم شریف، جلد دوم، کتاب الصیام، حدیث نمبر 2485)

مجاھدانہ زندگی

خالق کائنات نے جہاں آپ کو علم وفضل سے نوازا تھا وہاں آپ کے قلب مبارک میں جذبۂ جہاد بھی موجزن فرمایا تھا۔ عہد رسالت میں غزوۂ خیبر 7ھ میں شرکت فرمائی، اس کے علاوہ آپ غزوۂ وادی القریٰ (غزوۂ فدک)، غزوۂ ذات الرقاع، غزوۂ فتح مکہ، غزوۂ تبوک اور بعض سرایا میں بھی شریک رہے۔ جب عہد صدیقی میں فتنۂ ارتداد کے شعلے بھڑکے تو ان نازک لمحات میں بھی آپ ان مخلص مومنین میں شامل تھے جنہوں نے سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے زیر امارت ان فتنوں کی بیخ کنی کی۔ عہد فاروقی آیا تو اس میں بھی ملک شام کے جہاد اور جنگ یرموک میں تاریخ جہاد رقم کی۔ سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد عہدِ عثمانی میں بلنجر اور آرمینیہ جرجان وغیرہ کی لڑائیوں میں بھی آپ کی شمولیت کا تذکرہ ملتا ہے۔

کثرت روایات کا سبب

صحابہ کرام بسا اوقات دن میں تجارت اور کھیتی باڑی میں مشغول رہتے تھے لہٰذا جن کو روزآنہ حاضری کا موقع نصیب نہ ہوتا تو وہ اس دن حاضر رہنے والے حضرات سے کسی جدید طرز عمل اور اس دن کی مکمل کارکردگی سے واقف ہونے کے لیے بے چین رہتے۔ بعض دیوانۂ عشق ومحبت وہ بھی تھے جنہوں نے خانگی الجھنوں سے سبک دوشی بلکہ کنارہ کشی اختیار کرکے آخر وقت تک کے لیے یہ عہد وپیماں کرلیا تھا کہ اب درِ رسول ﷺ کو چھوڑ کر کہیں نہ جائیں گے۔ اصحاب صفہ کی جماعت اس پر پوری طرح کار

بند رہتی اور شبانہ روز ان کا مشغلہ یہ ہی رہ گیا تھا کہ جو کچھ محبوب کردگار ﷺ سے سنیں یاد رکھیں اور اس کو اپنی زندگی میں جذب کرلیں۔ اس جماعت کے سرگروہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہیں، جو ذخیرۂ حدیث کے سب سے بڑے راوی شمار ہوتے ہیں، لوگوں کو ان کی کثرت روایت پر کبھی تعجب ہوتا تو فرماتے:

''تم لوگ کہتے ہو کہ ابو ہریرہ، رسول اکرم ﷺ کی بہت زیادہ حدیثیں بیان کرتا ہے اور یہ بھی کہتے ہو کہ مہاجرین وانصار اتنی حدیثیں کیوں نہیں بیان کرتے، تو سنو!، مہاجرین تو اپنی تجارت میں مصروف رہتے اور انصار کا مشغلہ کھیتی باڑی تھا اور میرا حال یہ تھا کہ میں صرف پیٹ پر حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر رہتا، جب انصار ومہاجرین غائب رہتے میں اس وقت بھی موجود ہوتا، اصحاب صفہ میں ایک مسکین میں بھی تھا، جب لوگ بھولتے تو میں احادیث یاد رکھتا تھا۔'' (نزہۃ القاری، کتاب الایمان، ص 249، مسند احمد بن حنبل، بحوالہ: تدوین حدیث مع اصول حدیث، ص 34)

اس کی وجہ ایک یہ بھی تھی کہ حضور ﷺ نے آپ کی یادداشت کے لیے دعا کی تھی جس کا اثر یہ ہوا کہ فرماتے ہیں۔ ''میں پھر کبھی حضور پاک ﷺ کی حدیث نہیں بھولا۔'' حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے انہوں نے فرمایا: ''ابو ہریرہ! ہم میں سے تم سب سے زیادہ حضور ﷺ کی مجلس میں بیٹھتے اور سب سے زیادہ حدیثیں یاد رکھتے تھے۔'' (ترمذی شریف مترجم اردو، ابواب المناقب، جلد دوم، ص/753)

حفظ وضبط کی نادر مثال

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے 5372/احادیث مروی ہیں، حضور اقدس ﷺ نے ان کی یادداشت کے لیے دعا کی تھی جس کے نتیجہ میں آپ فرماتے تھے کہ پھر میں کبھی کوئی حدیث نہیں بھولا، آپ کے اس دعویٰ پر ہوسکتا ہے کچھ شک گذرا ہو کہ ایک دن مروان بن الحکم نے آپ کو بلایا، مروان کے سکریٹری ابوالزعزہ کا بیان ہے کہ مجھے پہلے ہی حکم مل چکا تھا کہ پردہ کے پیچھے بیٹھ کر جو کچھ بیان کریں لکھتا جاؤں، بہرحال یہ ہی

ہوا، مروان مختلف انداز سے سوالات کرتا اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ احادیث کریمہ بیان کرتے جاتے اور میں پس پردہ لکھتا جاتا تھا، یہاں تک کہ ایک اچھا خاصہ مجموعہ تیار ہوگیا لیکن حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کو کچھ خبر نہ تھی۔ اس کے بعد حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ چلے گئے اور وہ مجموعہ بحفاظت رکھ دیا گیا۔ ابوالزعزہ کہتے ہیں: ''مروان نے اس مجموعہ کو ایک سال تک رکھ چھوڑا، اس کے بعد حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کو پھر بلایا اور مجھے بٹھا کر آپ سے وہی احادیث پھر پوچھیں، میں کتاب دیکھتا جاتا تھا، پوری کتاب سنادی لیکن نہ کسی لفظ کا اضافہ تھا اور نہ کمی۔''

(تدوین حدیث مع اصول حدیث، ص / 98)

گویا یہ آپ کا امتحان تھا جس میں آپ دعائے رسول ﷺ کی بدولت فائز المرام رہے اور اہل دربار نے آپ کے قوت حافظہ کی توثیق کی۔

کتابت حدیث

حضرت حسن بن عمرو بیان کرتے ہیں: ''میں نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے سامنے ایک حدیث پڑھی، آپ نے اس کو تسلیم نہ کیا، میں نے عرض کیا: یہ حدیث میں نے آپ ہی سے سنی ہے، فرمایا: اگر واقعی تم نے یہ حدیث مجھ سے سنی ہے تو پھر یہ میرے پاس لکھی ہوئی موجود ہوگی۔ پھر آپ میرا ہاتھ پکڑ کر مجھے اپنے گھر لے گئے، آپ نے ہمیں حضور ﷺ کی احادیث کی کئی کتابیں دکھائیں، وہاں وہ متعلقہ حدیث بھی موجود تھی، آپ نے فرمایا: میں نے تم سے کہا تھا کہ اگر یہ حدیث میں نے تمہیں سنائی ہے تو ضرور میرے پاس لکھی ہوگی۔'' (تدوین حدیث مع اصول حدیث، ص 87)

اس روایت سے ظاہر کہ آپ کے پاس تحریر شدہ احادیث دس پانچ نہیں تھیں بلکہ جو کچھ وہ بیان کرتے تھے ان سب کو قید کتابت میں لے آئے تھے۔ قارئین کرام! اس بات سے بخوبی اندازہ لگا سکتے ہیں کہ صحابہ کے دور میں کتنا عظیم ذخیرۂ حدیث بشکل کتابت ظہور پذیر ہو چکا تھا۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی خدمت

میں لوگ کثرت سے اپنے بچے حفظ احادیث کے لیے بٹھاتے تھے۔ آپس میں مذاکرۂ حدیث کا طریقہ بھی جاری کیا گیا تھا، اساتذہ متعلمین کا آموختہ سنتے، سبقاً سبقاً احادیث یاد کرائی جاتی تھیں، کوئی صرف پانچ حدیثوں کا درس دیتا اور کوئی دو ہی پر اکتفا کر لیتا تھا۔

(تدوین حدیث مع اصول حدیث، ص / 97)

روایات کے مجموعے

روایت حدیث میں آپ کی شان امتیازی حیثیت کی حامل ہے، پانچ ہزار سے زائد احادیث کا ذخیرہ تنہا آپ سے مروی ہے جو آج بھی کتابوں میں محفوظ ہے۔ آپ کی روایات بھی آپ کے دور میں جمع وتدوین کے مراحل سے گذر کر کتابی شکل میں جمع ہوگئی تھیں، اس سلسلے کے چند نسخے مشہور ہیں۔

(ا) پہلا نسخہ بشیر بن نہیک کا مرتب کردہ ہے۔ وہ کہتے ہیں: ''میں جو کچھ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے سنتا وہ لکھ لیا کرتا تھا، جب میں ان سے رخصت ہونے لگا تو وہ مجموعہ میں نے آپ کو پڑھ کر سنایا اور عرض کیا: یہ وہ احادیث ہیں جو میں نے آپ سے سماعت کی ہیں''، فرمایا: ''ہاں! صحیح ہیں۔'' (ابوداؤد، باب فی ترک الوضوء، بحوالہ: تدوین حدیث، ص / 86)

(۲) دوسرا مجموعہ زیادہ مشہور ہے اور یہ ہمام بن منبہ کا مرتب کردہ ہے۔ یہ اب چھپ چکا ہے۔ اس مجموعہ کی اکثر احادیث مسند احمد، صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں موجود ہیں، ان کے موازنہ سے پتا چلتا ہے کہ ان میں ذرہ برابر فرق نہیں، پہلی صدی اور تیسری صدی کے مجموعوں کی مطابقت اس بات کا کھلا ثبوت ہے کہ احادیث ہر قسم کی آمیزش سے محفوظ رہیں۔ یہ یمن کے امرا سے تھے، ان کے علاوہ تلامذہ اور خود آپ کے مرتب کردہ مجموعے بھی تھے۔ (تدوین حدیث، ص / 86)

مرویات

شارح بخاری مفتی شریف الحق امجدی اپنی کتاب نزہۃ القاری کتاب الایمان ص250/ پر رقم ہیں:

"آپ سے پانچ ہزار سے زائد احادیث مروی ہیں۔تین سو پانچ امام بخاری و امام مسلم دونوں نے، ترانوے صرف امام بخاری نے اور ایک سو نوے صرف امام مسلم نے روایت کی ہیں۔امام بخاری کہتے ہیں کہ آپ سے آٹھ سو حضرات سے زیادہ نے روایات کی ہیں جن میں صحابی بھی ہیں اور تابعی بھی۔اجلہ صحابہ مثلاً: حضرت ابن عباس، ابن عمر، جابر اور انس رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے ان سے احادیث اخذ کیں۔آپ رضی اللہ عنہ اللہ کے فضل پر یوں شکر ادا کرتے: یتیمی میں پلا، مسکینی کی حالت میں ہجرت کی، بسرہ بن غزوان کا نوکر بنا، انہوں نے میری شادی بھی کر دی، اس اللہ کا شکر جس نے دین کو پشت پناہ اور ابوہریرہ کو امام بنادیا۔اتنی کثرت کے ساتھ حدیثیں بیان کرنے کے باوجود روزآنہ ہزار رکعت نفل پڑھتے۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: صحابہ کرام میں سے کسی کے پاس مجھ سے زیادہ احادیث پاک کا ذخیرہ نہیں ہے۔(مسند احمد بن حنبل، بحوالہ: تدوین حدیث مع اصول حدیث، ص/80)

عہد خلفاء میں خدمات

عہد رسالت ﷺ کے بعد بھی آپ کی زندگی دینی، علمی اور مجاہدانہ کارناموں سے لبریز ہے۔عہد صدیقی میں آپ گوشہ نشین ہوکر اشاعت حدیث کی خدمت انجام دیتے رہے۔سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے زمانۂ خلافت میں بحرین کے عامل رہے۔سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں مشرقی ممالک میں ہونے والے جہاد میں شرکت کے لیے مدینۂ منورہ آئے۔شورش کے زمانے میں لوگوں کو سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی امداد و حمایت پر آمادہ کرنے کی بھرپور کوشش کی۔ارباب سیر کے بیان کے مطابق آپ ان حضرات میں شامل تھے جو حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ کے دفاع

کے لیے جان ہتھیلی پر رکھ کر کاشانۂ خلافت میں موجود تھے۔سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے زمانے میں جب فتنوں نے سر اٹھایا تو بہت سے صحابۂ کرام نے گوشہ نشینی اختیار کرلی، انہیں میں آپ بھی شامل تھے۔سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے زمانے میں بھی بعض موقعوں پر امارت مدینہ کے فرائض انجام دیئے۔

دعائے وصال

۵۹/ہجری میں ۸۷/سال کی عمر پاکر مدینۂ طیبہ میں وصال فرمایا۔آپ اکثر یہ دعا مانگا کرتے تھے، اے اللہ! ۶۰/ہجری اور چھوکروں کی حکومت سے پناہ مانگتا ہوں، اس دعا سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ جو حامل اسرار تھے انھیں معلوم تھا کہ ۶۰/ہجری کا آغاز لڑکوں کی حکومت اور فتنوں کا وقت ہوگا۔ان کی یہ دعا قبول ہوئی اور یزید پلید کے تسلط سے سال بھر پہلے مدینۂ طیبہ میں رحلت پائی۔

(نزہۃ القاری، کتاب الایمان، ص250، خطبات محرم، ص/341)

درس

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی حیات طیبہ کے ان درخشاں پہلوؤں سے جہاں رسول اکرم ﷺ کا اپنے غلاموں پر کرم فرمانا معلوم ہوا، وہی اس بات کا بھی درس حاصل ہوا کہ راہ اسلام میں پہلے قربان ہونا پڑتا ہے تب کہیں جاکر نوازشات، انعامات و اکرامات کے دروازے کھلتے ہیں۔ہمیں چاہیے کہ اسلاف کرام کی حیات مبارکہ سے درس حاصل کرتے ہوئے حصول علم کے لیے کوشش کریں اور تبلیغ دین کا فریضہ انجام دیں۔اللہ پاک علم و عمل کی توفیق عطا فرمائے۔آمین

مٹادے اپنی ہستی کو اگر کچھ مرتبہ چاہے
کہ دانہ خاک میں مل کر گل وزار بنتا ہے

☆☆☆

ایک نظر میں

نام : عطاء الرحمن شیخ فضل الرحمن

قلمی نام : عطاء الرحمن نوری

رہائش : گھر نمبر ۴۸۹، گلی نمبر ۶، سروے نمبر ۶۶، عائشہ نگر، مالیگاؤں (ناسک)

تاریخ ولادت : ۳؍مارچ ۱۹۸۸ء

رابطہ نمبر : 9270969026

ای میل آئی ڈی: atanoori92@gmail.com

تعلیمی لیاقت : ایم اے، اردو (ٹاپر)

ایم ایچ سیٹ (فرسٹ اٹیمپ کوالیفائر)

جرنلزم (ریاستی سطح پر اول اور ملکی سطح پر چوتھا مقام)

بی ایڈ (جاری)

ایڈیٹر شپ : ۲۰۱۰ء سے ہفت روزہ اخبار ''بہار سنّت'' کی ادارت

مضامین کی تعداد: ملک و بیرون ملک کے اخبارات میں ۶۱۳؍مضامین

ملک و بیرون ملک کے رسائل میں ۱۰۰؍سے زائد مضامین

غیر مطبوعہ کتابیں: (۱) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی لاڈلی بیٹی: خاتون جنت

(۲) حضرت سید احمد کبیر رفاعی علیہ الرحمہ کی چند ناصحانہ باتیں

(۳) جنگ آزادی ۱۸۵۷ء اور علمائے اسلام

(۴) نواب مرزا داغ دہلویؔ: دبستان دہلی کا آخری نمائندہ

(۵) ترقی پسند تحریک: اُردو ادب کی عظیم تحریک

(۶) تذکرہ نویسی: تعریف، اہمیت اور اجمالی تاریخ

(۷) ملا وجہیؔ: گولکنڈہ کا ''دکن نور'' ہیرا

(۸) مسابقاتی امتحانات کی تیاری کے رہنما اصول

ایوارڈ : (۱) تاج الفحول علامہ عبدالقادر بدایونی ایوارڈ

(آل انڈیا سنّی جمعیۃ الاسلام مالیگاؤں)

(۲) سرسید احمد خان ایوارڈ (عکس ادب، اورنگ آباد)

(۳) توصیفی سند و ٹرافی (ایم ایس جی کالج)

انٹرویو : ای ٹی وی اردو، حیدرآباد (اگست ۲۰۱۴ء)

آن لائن آرٹیکل:

1) http://www.hamariweb.com/articles/userarticles.aspx?id=8100
2) http://www.nafseislam.com/articles-main-index
3) http://www.fikrokhabar.com/index.php/enlightenment
-news-article/itemlist/tag/ataurrahman,noori
4) http://baharesunnat.wordpress.com/guest-articles/
5) http://www.slideshare.net/ataurrahmannoori/edit_my_uploads
6) https://www.scribd.com/user/195867052/Ataurrahman-Noori

سیمینار کے مقالات:

(۱) صحافت، فلم اور ادب (07-10-2013)

(۲) علامہ اقبال: فن اور شخصیت (10-10-2013)

(۳) رابطہ ابلاغ و ترسیل کی مہارت اور شخصیت سازی (13-01-2014)

(۴) مرزا غالبؔ: حیات، فن اور شخصیت (13-03-2014)

(۵) سرسید احمد: حیات و خدمات (21-10-2014)

اپیل

اپنے مرحومین کے ایصال ثواب، فروغ دین اور اصلاحِ امت کے لیے اہم موضوعات پر کتابیں شائع کروا کے مفت تقسیم کروائیں یا رعایتی قیمت میں منظر عام پر لائیں۔

09270969026